تعویذات اور شرک

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

امابعد۔ اُمتِ مسلمہ کی بربادی کی اصل وجہ یہ نہیں کہ اُس کے پاس وسائل کی شدید کمی ہے یا وہ موجودہ علمی میدان میں بہت پیچھے رہ گئی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ایک مالک کو لاشریک و بے ہمتا ماننے والی اِس ملت کی اکثریت نے شرک کو اپنا مذہب بنالیا ہے۔ اِلٰہ واحد کے ساتھ ساتھ بے شمار اِلٰہ تراش لئے گئے ہیں، اور اُن کی پوجا ہو رہی ہے۔

اُمت مسلمہ کے احبار و رُہبان

غضب تو یہ ہے کہ اس کام میں اُمت کے پیروں اور نام نہاد عالموں نے مرکزی کردار ادا کیا ہے، وہی اپنی دُنیا بنانے اور اپنی اُولاد کے سہانے مستقبل کا انتظام کرنے کے لئے شرک کے سب سے بڑے سرپرست بنے ہوئے ہیں۔ ہر روز ایک نیا اَنچھر پھینک کر اُس کے منافع سمیٹنا اِن کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ یہی وہ ہیں جو پیدائش سے لیکر موت تک ہر ہر مرحلہ پر اپنی کارگذاری کا حق جبراً وصول کرتے رہتے ہیں۔ انہیں کی شان میں پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (سورۃ توبہ، آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان لانے والوں! اِن مولویوں اور پیروں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اُن کو اللہ کے راستے سے بھی روک دیتے ہیں۔ (توبہ آیت ۳۴)

یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ پیر اور مولوی صرف یہی ستم نہیں ڈھاتے کہ فتوے بیچتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں بلکہ انہوں نے اپنی اغراض کی خاطر ساری دنیا کو گمراہیوں کے چکر میں پھنسا رکھا ہے اور ایسی ایسی مذہبی رسمیں ایجاد کر لی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کا مرنا اور جینا، شادی وغم جو کچھ بھی ہے ان کے کھلائے پلائے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے جب کبھی کوئی دعوتِ حق اصلاح کے لئے اُٹھتی ہے تو سب سے پہلے اسی گروہ کے افراد اپنی عالمانہ فریب کاریوں کے ہتھیار لے لے کر اُس کا راستہ روکنے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایسی ہوا

باندھتے ہیں کہ دُنیا حیران وششدر رہ جاتی ہے۔ (ماخوذ)

تعویذ گنڈے کا کاروبار

بنو اسرائیل کے علماء اور مشائخ کی طرح اس اُمت کے اِنہی پیروں اور نام نہاد عالموں نے تعویذ گنڈے کے کاروبار کو اَوجِ کمال تک پہنچا دیا ہے اور اُن پر بھی قرآن کریم کا یہ ارشاد پوری طرح صادق آتا ہے:۔

نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٠١﴾
وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ (البقرۃ، آیت ۱۰۱،۱۰۲)

ترجمہ: اہل کتاب کے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو اس طرح پس پشت ڈال دیا، گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر اُنہوں نے اُن چیزوں کی پیروی شروع کر دی جو شیاطین سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا نام لیکر پیش کیا کرتے تھے۔ (البقرۃ: ۱۰۱۔۱۰۲)

تعویذ اور گنڈے اور اُن کی شرعی حیثیت

اُمت محمدیہ کے افراد کی گردنوں کی تلاشی لی جائے تو کسی میں کاغذی تعویذ لٹک رہا ہوگا۔ کسی میں چھوٹا سا قرآنی نسخہ۔ کسی میں دُنیا کے ملکوں کے سکے۔ کسی میں کوڑیاں اور مونگے اور کسی میں چاقو وچھری، یہ سب چیزیں ان اللہ کے بندوں کے عقیدہ میں ان کو بلاؤں سے بچانے اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کیلئے ہوتی ہیں۔ اب ان چیزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی سنتے چلیئے:

تعویذ لٹکانا شرک ہے

عن عبداللّٰه بن مسعودؓ قال سمعتُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول اِنّ الرُّقى والتَّمائم وَالتِّولَة شِركٌ۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ دَم، تعویذ اور تِوَلہ سب شرک ہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ۔ صفحہ ۳۸۹)

بعض قسم کے ''دَم'' جن میں شرکیہ الفاظ نہیں تھے، نبیؐ نے اُن کی رخصت دیدی مگر تعویذ یا تِوَلہ کی بالکل اجازت نہیں دی۔ آج کل تعویذ کی طرح تِوَلہ (محبت کے تعویذ) کا رواج بھی بہت عام ہوگیا ہے۔ یہ مرد اور عورت میں محبت پیدا کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے چاہے کوئی عورت کسی دوسرے کے نکاح ہی میں کیوں نہ ہو۔

ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے:۔

عن دُخین الحجری عن عقبہ بن عامر الجھنیؓ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقبل الیہ رھطٌ فبایع تسعةً وامسك عن واحدٍ فقالوا یارسول اللّٰہ بایعتَ تسعةً وامسکتَ عن ھذا؟ فقال انّ علیہ تمیمة فادخل یدہ فقطعھا۔ فبایعہ وقال من تعلق تمیمةً فقد اشرك۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۵۶، جلد۴)

ترجمہ: عقبہ بن عامر الجہنیؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جماعت آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے نوؔ سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ نے نو سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا کہ اس سے اس لئے بیعت نہیں لی کہ وہ تعویذ پہنے ہوئے ہے۔ یہ سن کر اُن صاحب نے ہاتھ اندر ڈال کر تعویذ توڑ ڈالا۔ اب نبیؐ نے ان سے بھی بیعت لے لی۔ اور فرمایا کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد، صفحہ ۱۵۶، جلد۴)

کیا یہ حدیث یہ نہیں بتاتی کہ ہر قسم کا تعویذ ناجائز ہے؟ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کم سے کم یہ تو ضرور دریافت فرما لیتے کہ یہ تعویذ جو تم نے لٹکایا ہے اس میں قرآن تو نہیں لکھا ہوا ہے، اسماءِ الٰہی تو نہیں۔ مطلق تعویذ دیکھ کر آپؐ کا بیعت نہ کرنا کیا یہ ثابت نہیں کرتا کہ آج کے فنِ دینداری کے ماہر اپنے کاروبار کے لئے جو مختلف عذر پیش کرتے ہیں وہ سارے کے سارے عذر ہائے لنگ کے علاوہ کچھ نہیں؟

بیماری کا تعویذ

عن عیسیٰ بن حمزةؒ قال دخلتُ علی عبداللّٰہ بن عُکیمؓ وبہ حمرة فقلت الا تعلّق تمیمة فقال نعوذ باللّٰہ من ذالك قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من تعلّق شیئًا وُکِلَ الیہ۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۸۹، ترمذی جلد۲، صفحہ ۲۸)

ترجمہ: عیسیٰ بن حمزہؒ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عکیمؓ کے پاس عیادت کیلئے گیا وہ "حمرة" (سرخ بادا) کی بیماری میں مبتلا تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ "حمرة" کیلئے تعویذ کیوں نہیں لٹکا لیتے۔ انہوں نے کہا کہ تعویذ سے اللہ کی پناہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے کوئی بھی چیز لٹکائی تو وہ اسی چیز کے سپرد کر دیا جائے گا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۸۹، ترمذی جلد۲، صفحہ ۲۸)

معلوم ہوا کہ بلاؤں سے بچنے، بیماری دُور کرنے اور تکلیف ہٹانے کے لئے جو تعویذ استعمال کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے کچھ مطلب نہ رکھے گا اور اس شخص کو اُسی تعویذ اور گنڈے کے سپرد کر دے گا۔

یہاں بھی وہی بات ہے کہ ایک تابعی بہرحال مشرکانہ تعویذ کا مشورہ نہیں دے سکتے تھے مگر صحابی رضی اللہ عنہ مطلق تمیمہ کے بارے میں نبیؐ کی حدیث بیان کر کے تعویذ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

تعویذ کے بیوپاریوں کا اکلوتا سہارا

تعویذ اور گنڈوں کے بیوپاریوں سے جب دردمندانہ گزارش کی جاتی ہے کہ للہ اس کاروبار سے باز آ جایئے۔ دنیا کا ایمان اور اپنی آخرت برباد کر کے کیا ملے گا تو جواب ملتا ہے کہ ہوش کے ناخن لو۔ کیا صحابی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے اپنے بچوں کے گلے میں تعویذ نہیں لٹکایا تھا۔ مناسب ہے کہ اس روایت کی حیثیت بھی متعین کر لی جائے۔ کیونکہ یہی ان حضرات کا واحد سہارا ہے۔

عن محمد بن اسحاق عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلّمهم من الفزع كلماتٍ اعوذ بكلمات الله التامّة من غضبه و شرّ عباده و من همزات الشياطين و ان يحضرون و كان عبدالله بن عمرو يعلمهن من عقل من بنيه و من لم يعقل كتبه فاعلقه عليه رواه ابوداؤد وفى رواية الترمذى و من لم يبلغ منهم كتبها فى صك ثم علقها فى عنقه۔ (ابوداؤد، ترمذی مشکوٰۃ، صفحہ ۲۱۷)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں ڈر جانے والوں کے لئے یہ دُعا سکھاتے تھے۔ ''اعوذ بكلمات الله التامّة من غضبه و شرّ عباده و من همزات الشياطين و ان يحضرون'' (راوی کا بیان ہے) کہ عبداللہ بن عمروؓ اپنے سمجھ والے بچوں کو یہ دُعا یاد کرواتے تھے اور ناسمجھ بچوں کے گلے میں لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، صفحہ ۵۴۳، ترمذی مشکوٰۃ، صفحہ ۲۱۷)

اس روایت کی علّتیں

اس ایک روایت کے اندر متعدد علّتیں ہیں (۱) یہ پورے سرمایۂ روایت میں اپنے طرز کی ایک منفرد روایت ہے اور صحیح ہونا تو دُور رہا یہ حسن روایت بھی نہیں ہے۔ امام ترمذیؒ جو تصحیح روایت کے بارے میں بہت ہی فراغ دل واقع ہوئے ہیں اس روایت کو حسن بھی شمار نہیں کرتے بلکہ حسن غریب کہتے ہیں۔ (۲) دوسری علت اس روایت میں یہ ہے کہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے متعلق یہ جملہ کہ وہ اس دُعا کو نابالغ بچوں کے گلے میں لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ راوی کی طرف سے یہ ایک ''مُدرج'' جملہ ہے۔ (۳) تیسری علت۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے کمسن بچوں کے گلے میں دُعا کا تعویذ لٹکاتے تھے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعویذ لٹکانے کی بُرائی میں صحیح حدیث روایت کرتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک صحابیؓ کسی چیز کی برائی کی حدیث بھی روایت کرے اور دوسری طرف اُس چیز میں مبتلا بھی ہو۔ روایت یوں ہے:

عن عبدالله بن عمرو بن العاصؓ قال سمعت رسول الله عليه وسلم يقول ماابالى

ماأتیت ان انا شربتُ تریاقًااو تعلّقتُ تمیمة او قلتُ الشعر من قبل نفسی۔

(رواہ ابوداؤد، صفحہ ۵۴۰ ومشکوٰۃ صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ (علامہ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ یہ روایت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے نہیں بلکہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہے اور اسی طرح ابوداؤد کے نسخوں میں ہے۔ مشکوٰۃ میں غلطی سے عبداللہ بن عمرؓ چھپ گیا ہے) روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر میں کہیں یہ تین باتیں کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اب مجھے حق وناحق کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں (۱) تریاق استعمال کروں (اس میں شراب اور سانپوں کا گوشت ہوتا ہے) (۲) تعویذ لٹکاؤں (۳) شاعری کروں

(۴) چوتھی علت اس روایت میں یہ ہے کہ اس کے دو راوی محمد بن اسحٰق اور عمرو بن شعیب ایسے راوی ہیں جن پر ائمہ حدیث نے شدید جرح کی ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار: امام مالکؒ فرماتے ہیں ''دجّالٌ من الدجاجلة'' دجالوں میں سے ایک ڈجال ہے۔ (تہذیب جلد ۹، صفحہ ۴۱، میزان جلد ۳، صفحہ ۲۱)۔

سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے۔ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے یحییٰ قطان کہتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب (بہت بڑا جھوٹا) ہے (میزان الاعتدال، جلد ۳، صفحہ ۲۱)، وھیب بن خالد اس کو کاذب کہتے ہیں۔ (تہذیب ج ۹، صفحہ ۴۵) جریر بن عبدالحمید کا بیان ہے کہ میرا یہ خیال نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا جب لوگ محمد بن اسحاق سے حدیث کی سماعت کریں گے (تہذیب التہذیب، جلد ۲، صفحہ ۳۰۶) اب ذرا ایسے کاذب راوی کے بارے میں ائمہ حدیث کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

واذا قالوا متروك الحديث او واهيا اوكذاب فهو سا قط لايُكتب حديثه (تقریب النواوی، صفحہ ۲۳۳)

جب محدثین کسی راوی کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ متروک ہے یا واھی ہے یا کذاب ہے تو وہ راوی ساقط الاعتبار ہوتا ہے، اس کی روایت لکھی بھی نہیں جاسکتی۔ (تقریب النواوی، صفحہ ۲۳۳)

دوسرے راوی **عمرو بن شعیب** جو محمد ابن اسحاق کے استاد ہیں ان کا معاملہ بھی اپنے شاگرد سے مختلف نہیں۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ليس بحجّةٍ۔ عمرو بن شعیب کی روایت اپنے باپ سے اور ان کی اپنے دادا سے حجت نہیں ہے اور اس روایت میں ایسا ہی ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ آدھی حجت بھی نہیں ہے۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب ہمارے نزدیک واہی ہے۔ امام احمد کہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کی روایت حجت نہیں ہے (تہذیب التہذیب ج ۸، صفحہ ۵۰، ۴۹)

ابوزرعہ کہتے ہیں کہ عمرو نے اپنے باپ سے صرف چند روایتیں سنی ہیں لیکن وہ باپ اور دادا سے منسوب کر کے تمام غیر مسموع روایتیں بے تحاشا بیان کرتے ہیں۔ (میزان الاعتدال، جلد۲، صفحہ ۲۸۹)۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ انہوں نے عن ابیہ عن جدہٖ کے طریقہ سے کچھ بھی نہیں سنا وہ کتاب سے نقل کر کے محض تدلیس سے کام لیتے ہیں۔ (طبقات المدلسین، صفحہ ۱۱) (۵) پانچویں علت یہ ہے کہ کسی صحابیؓ، کسی تابعیؒ نے تمیمہ کو جائز قرار نہیں دیا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض صحابہؓ بھی ان تعویذوں کو جائز سمجھتے تھے جن میں قرآن یا اسماء اللہ تعالیٰ یا اللہ کی صفات لکھی ہوئی ہوتی تھیں صحیح نہیں ہے اور اس سلسلہ میں عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عائشہؓ کا نام پیش کیا جانا صریح ظلم ہے۔ حضرت عمرؓ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک پرزہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر ایک صاحب کو دیا تھا کہ وہ ٹوپی میں لگالیا کریں تو سر کا درد دُور ہو جائے گا، ایک افسانہ محض ہے اور یہی حال ہے اُس قصہ کا بھی جو دریائے نیل سے متعلق ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا پچھلے صفحات میں ذکر کر کے وضاحت کر دی گئی ہے کہ ان کی طرف تعویذ (تمیمہ) کے جواز کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اُم المومنین عائشہؓ کے متعلق یہ بات کہنا کہ وہ تعویذ کو جائز سمجھتی تھیں ایک صریح بہتان ہے۔ ایسی ایک روایت بھی پورے سرمایۂ حدیث میں موجود نہیں ہے آگے آرہا ہے کہ وہ شرک کی ساری شکلوں سے بے انتہا بیزار تھیں سچی بات یہ ہے کہ کسی بھی قسم کے تعویذ کا جواز نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین سے اور نہ دوسرے کسی صحابیؓ سے۔ رہے تابعین تو ان کے فتوے یہ ہیں:۔

تابعین کا فتویٰ

عن وکیع عن سعید بن جبیرؒ قال من قطع تمیمةً من انسانٍ کان کعدل رقبةٍ (رواہ وکیع)

ترجمہ: وکیعؒ سعید بن جبیرؒ (یہ وہ آخری شخص ہیں جن کو ظالم حجاج بن یوسف شہید کر پایا تھا اور یہ عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد رشید ہیں) سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے کسی آدمی کا تعویذ کاٹ دیا گیا تو گویا اُس نے ایک جان آزاد کر دی۔

(۲) عن ابراھیم النخعیؒ قال کانوا یکرھون التمائم کلّھا من القرآن وغیر القرآن (رواہ وکیع)

ترجمہ: وکیعؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ (مشہور تابعی امام ابوحنیفہؒ کے استاد کے استاد) روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ و تابعینؒ سارے تعویذوں کو ناجائز سمجھتے تھے چاہے ان میں قرآن لکھا ہوتا یا غیر قرآن۔

قرآن کریم اور اس کی آیتوں کے لٹکانے کے سلسلہ میں بعض نادان یہ دلیل لاتے ہیں کہ کیا قرآن کو شفا نہیں کہا گیا ہے؟ اور قرآن اگر شفا ہے تو اس کا لٹکانا کیوں شفا کا موجب نہ ہوگا۔ کوئی ان سے پوچھے کہ کیا

شہد (عسل) میں شفا نہیں بتائی گئی ہے، اب اگر کوئی شہد کو استعمال کرنے کے بجائے بوتل میں بھر کر پیٹ پر باندھ لے تو کیا ایسا کرنے والا دیوانہ نہ سمجھا جائے گا۔ لاریب! قرآن شفا ہے لیکن اس وقت جب اسے اُس طرح استعمال کی جائے جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے نہ کہ اپنے پسندیدہ طریقہ پر، قرآن شفا اس وقت ہے جب سمجھ کر اس کی تلاوت ہو۔ اس سے نصیحت حاصل کی جائے۔ (اس پر تفکّر و تدبّر ہو اور اس کے مطابق اپنے عمل کو بنایا اور سنوارا جائے یہ جو شفا حاصل کرنے کیلئے قرآن کو تعویذ بنا کر لٹکا لیتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیماری کی حالت میں ڈاکٹر کا نسخہ یا ڈاکٹری علاج کی پوری کتاب گلے میں لٹکا لے۔ انہی تعویذ اور گنڈہ کا کاروبار کرنے والے قسم کے لوگوں کے لئے قرآن نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (سورہ یوسف، ۱۰۶)

ترجمہ: اوران کی اکثریت اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد شرک بھی کرتی ہے۔ (سورہ یوسف، ۱۰۶)

اسی وجہ سے علماء نے اس تعویذ کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ جس میں قرآن لکھا ہوا ہو۔

قال القاضی ابو بکر العربی تعلیق القرآن لیس من طریق السنّة انما السنّة فیه ذکر دون التعلیق۔ (عون المعبود شرح ابی داؤد، جلد۴، صفحہ۶)

ترجمہ: قاضی ابوبکر العربی فیصلہ فرماتے ہیں کہ قرآن لٹکانا سنت کا طریقہ نہیں، سنت تو یہ ہے کہ قرآن سے نصیحت حاصل کی جائے، اسے لٹکایا نہ جائے۔ (عون المعبود، صفحہ۶، جلد۴)

تعویذ اور گنڈے کے ان بیوپاریوں سے جو قرآنی تعویذ کے جائز ہونے کا ادّعا کرتے ہیں ہمارا کہنا یہ ہے کہ کبھی آپ حضرات نے اپنے گاہکوں سے یہ بھی کہا ہے کہ لوگو! جو تعویذ تم لٹکائے پھرتے ہو ان کو کھول کر ضرور دیکھ لینا ہوسکتا ہے کہ ان میں قرآن اور اسماء الٰہی کے بجائے یا جبرئیل، یا میکائیل لکھا ہوا ہو، یا بم مہادیو اور ٹن گنیش، تو ایسے تعویذ فوراً اُتار پھینکنا کیونکہ یہ شرک ہے۔ ہاں اگر قرآن یا اسماء الٰہی ہوں یا ہمارا دیا یہ تعویذ پہنو تو پاخانہ پیشاب کے لئے جاتے وقت اس کو اُتار دینا کیونکہ نبیؐ ایسے اوقات میں اپنی انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ایمان کے یہ شکاری کبھی ایسا کرنے پر تیار نہ ہوں گے کیونکہ اس طرح سے اُن کے دھندے پر اثر پڑے گا اور پیٹ اس ضرب کو سہہ جائے، ناممکن۔ ان ساری باتوں کے باوجود بھی اگر کچھ لوگ اس کام پر مصر ہیں اور انہوں نے اعمالِ قرآنی اور نقوشِ سلیمانی کے نام سے اس کاروبار کو فروغ دے رکھا ہے تو یہ ان کا اپنا فعل ہے، وہ اس کے ذمہ دار اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے جواب دہ ہیں۔ افسوس کہ امت مسلمہ کے یہ نام نہاد علماء قرآن و حدیث کا کیسا مذاق اڑاتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ کے تعویذ

کی یہ تاثیر ہے اور وَاَلْقَتْ مَافِیْھَا وَتَخَلَّتْ کے تعویذ کی یہ۔

تانت اور دھاگے

تعویذوں کے ساتھ ساتھ تانت اور دھاگے کی وبا بھی بری طرح پھیلی ہوئی ہے۔ کہیں باری کے بخار کا دھاگا نظر آتا ہے اور کہیں نظر بد سے بچانے والی تانت۔ اس کے مقابلے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتاتی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے شرک کے ان مظہرات کو جانوروں تک کے جسموں سے کٹوا کر الگ کروادیا۔

عن ابی بشیر الانصاری انہ کان مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فارسل رسولاً ان لا یبقین فی رقبة بعیرقلادة من وتراوقلادة الاقطعت۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ابوبشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ نبیؐ نے ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جو یہ اعلان کررہا تھا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا پٹہ ہو یا کسی اور چیز کا تو اس کو کاٹ ڈالا جائے ہرگز باقی نہ چھوڑا جائے (ایام جاہلیت میں یہ پٹے نظر بد سے بچانے کے لئے استعمال ہوتے تھے)۔

(مسلم کتاب اللباس والزینة)

صحابہ کرامؓ کی اس قسم کے عملِ شرک سے بیزاری کا اندازہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ (صاحب السر، رازدانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرزِ عمل سے لگایا جاسکتا ہے۔

عن عروةؒ قال: دخل حذیفة علی مریضٍ فرأی فی عضدہ سیراً فقطعہ او انتزعة ثم قال

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ (سورۃ یوسف، آیت ۱۰۶)

(رواہ ابن ابی حاتم۔ تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۴۹۴، جلد ۲)

ترجمہ: عروہؒ روایت کرتے ہیں کہ حذیفہ بن الیمانؓ ایک مریض کی عیادت کو گئے اور اس کے بازو پر انہوں نے ایک دھاگا بندھا ہوا دیکھا تو اس کو کاٹ کر الگ کردیا اور قرآن کی یہ آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی اکثریت اللہ کو مانتی ضرور ہے مگر اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بھی ٹھیراتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۴۹۴، جلد ۲)۔

وکیعؒ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ حذیفہؓ نے اس مریض سے کہا کہ اگر تو اس حالت میں مرجائے کہ تیرے ہاتھ پر یہ دھاگا بندھا ہوا ہو تو میں تیری نماز جنازہ نہ پڑھوں گا۔

کڑے اور چھلے پہننے والے جنت میں نہ جائینگے

عن عمران بن حصین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اَنّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

رآی رجلافی یده حلقة من صفر فقال ماهذا قال من الواهنة فقال انزعها فانها لاتزیدك اِلّا وهنًا فانك لومتَّ وهی علیكماافلحتَ ابداً۔(رواہ احمد بسند لاباس به وابن حبّان فی صحیحه والحاکم وقال صحیح الاسناد واقرہ الذهبی)

ترجمہ: عمران بن حصینؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کے ہاتھ میں پیتل کا ایک کڑا دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ پہننے والے صاحب نے جواب دیا کہ یہ "واھنہ" کی وجہ سے ہے (ہاتھ کی کمزوری اور بیماری دور کرنے کے لئے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرمایا اور کہا بلکہ یہ کمزوری کو اور بڑھائے گا اور اگر تو اسے پہنے ہوئے مر جائے تو کبھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوگا (جنت میں نہ جائیگا) (احمد، ابن حبان، الحاکم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے اور آج اُمت محمدیہ میں جدھر نگاہ ڈالئے کڑے ہی کڑے اور چھلے ہی چھلے نظر آتے ہیں۔

آسیب اور بلاؤں کا دفیعہ

یاد رہے کہ نادانوں کے چھوٹے بچوں پر آسیب کا اثر بہت جلدی ہو جایا کرتا ہے، اور اس کا بچاؤ لوہے کی چیز ہی سے ہوسکتا ہے اس لئے بچہ اگر گھر میں ہو تو اُس کے پاس چھری یا چاقو موجود رہنا چاہیئے اور اگر گھر سے باہر بچہ کو نکالنا ہو تب بھی ان چیزوں کا ساتھ جانا ضروری ہے۔ یہ ایک خالص مشرکانہ رسم ہے اور عرب جاہلیت میں بھی پائی جاتی تھی۔ اس کے متعلق اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ فکر ونظر کا مستحق ہے۔

عن عائشةؓ کانت توتی بالصبیان اذاوُلدوا فتدعولهم بالبرکة فاتیت بصبی فذهبت تضع وسادة فاذا تحت راسه موسی فسالتهم عن الموسیٰ فقالوا نجعلها من الجنّ فاخذ ت الموسی فرمت بها ونهتهم عنها وقالت انّ رسُول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یکرہ ویبغضها وکانت عائشة تنهی عنها۔ (باب الطیرۃ من الجن، ادب المفرد للبخاری، صفحہ ۱۸۰)

ترجمہ: اُم المومنین عائشہؓ کے پاس نومولود لائے جاتے تھے اور وہ اُن کے لئے اللہ کی برکت کی دُعا کرتی تھیں۔ ایک دن ایک بچہ لایا گیا اور جب وہ اُس کا تکیہ رکھنے لگیں تو اس کے سر کے نیچے انہیں ایک اُسترا نظر آیا۔ دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ گھر والوں نے کہا کہ ہم "جنوں" سے محفوظ رکھنے کیلئے ایسا کرتے ہیں۔ عائشہؓ نے وہ اُسترا لے کر پھینک دیا اور اُن لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو (شگون اور ٹوٹکے کو) ناپسند فرماتے تھے اور انہیں ان باتوں سے سخت نفرت تھی۔ اسی لئے عائشہؓ اس سے منع کرتی تھیں۔ (باب الطیرۃ من الجن، ادب المفرد، امام بخاری، صفحہ ۱۸۰)

جن اُتارنا مذہبی پیشہ وروں نے جنوں کے آنے جانے اور سوار ہو جانے کے ایسے بے حساب قصے گھڑ رکھے ہیں جن کی مدد سے وہ اپنے کاروبار کو فروغ دینے کا برابر انتظام کرتے رہتے ہیں۔ دراصل جنوں کا آ کر کسی پر سوار ہو جانا ایک سفید جھوٹ ہے چاہے لاکھوں آدمی اسے اپنے چشم دید واقعہ کہہ کر ہی بیان کیوں نہ کریں۔ افسوس کہ دلیل کے طور پر ایک روایت بھی لائی جاتی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں جنوں نے شہید کر دیا تھا۔ حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ روایت بالکل غلط اور خالص موضوع ہے اور یہی حال عبداللہ بن مسعودؓ کے جن اُتارنے والی روایت کا بھی ہے۔

کاروبار کی بات اور ہے مگر عملی دنیا میں آج تک کسی وہمی سے وہمی شخص نے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ فلاں قتل انسان نے نہیں بلکہ جن نے کیا ہے اور نہ کبھی کوئی پولیس اس نتیجہ تک پہنچی ہے کہ یہ چوری جنوں کی کارگزاری ہے۔ یہ جنوں کے اُتارنے والے جو چند پیسوں کے عوض یہ مذموم دھندا کرتے ہیں کیوں جنوں کو قبضہ میں کر کے بڑی بڑی رقمیں جمع نہیں کر لیتے۔ دراصل یہ جن یا تو اُن عورتوں پر آتے ہیں جو اپنے گھر والوں پر اثر ڈالنا چاہتی ہیں یا اُن جوانوں پر جو اس بہانے اپنی کوئی بات پوری کروانا چاہتے ہیں۔

اس جن اُتارنے والے بیوپار کے بارے میں زبانِ نبوتؐ سے نکلی ہوئی بات بھی سن لینا مناسب ہے۔

عن جابر بن عبداللّٰہؓ قال سُئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن النُّشرۃ فقال ھُوَ من عمل الشیطان۔ (رواہ ابوداؤد، صفحہ ۵۴۰، جلد ۲)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ نشرۃ (جن بھوت اُتارنے کے عمل) کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہ **شیطانی عمل** ہے۔

(ابوداؤد، صفحہ ۵۴۰، جلد ۲)

جن بھوت بھگانے والے تعویذ اور گنڈے کے بیوپاری اور دھاگے اور کڑے کے پرچارک بھی وہی لوگ ہیں جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے ان کی بے خوفی کا عالم یہ ہے کہ انہیں باتوں پر یہ بس نہیں کرتے بلکہ علم غیب اور کل کی خبر بھی دیتے ہیں۔ کسی سے کہتے ہیں میں نے کتاب دیکھی ہے تمہاری ماں پر فلاں جن کا سایہ ہے اور اُس کو بھگانے کا طریقہ مجھے آتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ تمہاری کوئی چیز گم ہو جائے تو مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا۔ پھر کبھی کوئی خرافاتی کتاب دیکھ کر اور کبھی ناخنوں پر پڑھنے کا بہانہ کر کے ایک بات کہہ دیتے ہیں اور چونکہ ان کا سابقہ بھی مشرکانہ ذہنیت کے ناسمجھ لوگوں سے ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے کوئی خطرناک شکایت کا انہیں کم ہی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک ہی خاندان کے ایک شخص کو خود تعویذ دے کر اُس کے دفن کرنے کی جگہ

بتاتے ہیں اور دوسرے سے کہتے ہیں کہ فلاں جگہ تمہارے دشمن نے تعویذ دبا دیا ہے جاؤ اُس کو نکال پھینکو۔ اس طرح سے یہ ذاتِ شریف پورے پورے خاندان کو آپس میں لڑا کر اپنی کمائی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

پانی پر ''دم'' کرنے کا کاروبار

تعویذ اور گنڈے کے ساتھ ساتھ پانی پر دم کر کے اُسے پلانے کا کام بھی پورے زور وشور کے ساتھ چل رہا ہے۔ مسجد کے باہر لوگ برتن لئے کھڑے رہتے ہیں کہ نماز ختم ہو، اور وہ اپنے برتن پر ''دَم'' کروائیں۔ سب سے زیادہ ہنگامہ رمضان میں آخری تراویح کی رات کو ہوتا ہے۔ جب قاری کے سامنے پانی کی بوتلوں اور برتنوں کی قطار لگ جاتی ہے اور یہ سب کچھ دینداری کے بھیس میں ہوتا ہے۔ کاش انہیں کوئی بتائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع کیا ہے۔ اُس سے کسی قسم کے خیر کی اُمید ایمان ہی کے خلاف ہے چہ جائے کہ ایسے عمل سے شفاء کی توقع کی جائے۔

(۱) عن ابی سعید الخدریؓ انّ النّبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نَھٰی عن النفخ فی الشراب۔ (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی)

(۲) عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما انّ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نَھٰی ان یتنفس فی الاناء اویُنفَخَ فیہ (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح وابوداؤد)

ترجمہ: ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (الترمذی)

یہ دونوں حدیثیں حسن صحیح ہیں اور واضح کرتی ہیں کہ آج جو کام دینداری کے پردے میں کیا جا رہا ہے وہ حدیث نبویؐ کے بالکل خلاف ہے۔

پانی پر ''دم'' کرنے کے کاروبار کے علاوہ دوسرے دھندے بھی زوروں پر ہیں۔ کہیں کوئی تشتریوں پر قرآنی آیتیں لکھ کر دے رہا ہے کہ اِن کو پانی میں گھول کر پی لینا۔ دُکھ درد دُور ہو جائیں گے۔ کوئی فلیتے جلوا رہا ہے کہ یہ دُعا پڑھ کر ان کو جلانا، گھر پاک ہو جائے گا۔ کہیں جن کو بوتل میں اُتارا جا رہا ہے، اور کہیں دیوانِ حافظ سے فال نکالی جا رہی ہے، کوئی علم نجوم کے ذریعہ قسمت بتانے پر مصر ہے، اور کوئی طوطا اور مینا کے ذریعہ، کوئی

فیروزہ یا دوسرا کوئی پتھر انگوٹھی میں پہن کر اس بات کا امیدوار ہے کہ اُس کے رزق میں اضافہ ہو، اور کوئی منی پلانٹ دولت کا پودا (Money Plant) کے ذریعے اپنے گھر اور دُکان میں دولت کی بارش کروانا چاہتا ہے۔ کہیں کسی کے نام کی چوٹی ہے اور کسی کے نام کی بدّھی، کوئی کانوں میں غیر اللہ کے نام کا ''دُر'' ڈال رہا ہے، اور کوئی پاؤں میں بیڑیاں۔ غرض ہر طرف کفر و شرک کا طوفان اُمڈ آیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی موحد گروہ اصلاحِ حال کے لئے نہ اٹھا تو قصہ پاک ہے۔

تعویذ، گنڈے، جھاڑ پھونک پر اُجرت لینا

کہا جاتا ہے کہ یہ سارے کام ہم اُمت کی خیر خواہی کے جذبے سے بے قابو ہو کر کر رہے ہیں ورنہ ہمارا ذاتی فائدہ کوئی نہیں۔ لیکن حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ صرف کمائی مقصود ہے اور بس۔ اسی لئے ایسی کمائی کو جائز ثابت کرنے کے لئے حدیث وقرآن کی ناروا تاویلات تک سے گریز نہیں کیا جاتا۔ سب سے زیادہ جس روایت پر مشقِ ستم ہے وہ بخاری میں آئی ہوئی ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

عن ابی سعید الخدریؓ انّ ناسا من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اتوا علی الحیّ من احیاء العرب فلم یقروھم فبینما ھم کذالك اذلد غ سید اولئك فقالوا ھل معکم من دواءٍ اوراقٍ فقالونعم انکم لم تقرونا ولا نفعل حتی تجعلوالنا جُعلاً فجعلوالھم قطیعًامن الشاءِ فجعل یقرأباُمّ القرآن و یجمع بزاقہ، ویتفلُ فبراً فاتوابالشّاء فقالوا لا ناخذہ حتیٰ نسئل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فسألُوہ فضحك وقال ماادراك انّھا رُقیةٌ خذوھا واضربوالی بسھم وفی روایةٍ اقسموا واضربوالی معکم سھمًا۔

(بخاری جلد۲، صفحہ۸۵۴ وفی روایة سلیمان بن قتة فبعث الینا بالشاء والنزول فاکلنا الطعام)

ترجمہ: ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام کی ایک جماعت ایک عرب قبیلہ کے پاس پہنچی۔ قبیلہ والوں نے اُن کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کردیا۔ اسی درمیان اس قبیلہ کے سردار کو ایک زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں نے صحابہؓ سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کاٹے کی دوا ہے یا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو کاٹے کے منتر سے واقف ہو اور دم کرسکتا ہو۔ صحابہؓ نے جواب دیا کہ ''ہاں''۔ مگر تم لوگ وہ ہو جنہوں نے ہماری میزبانی کرنے سے انکار کردیا ہے اس لئے ہم اس وقت تک تمہارے سردار پر ''دم'' نہ کریں گے جب تک تم ہمیں اُس کی اجرت دینے کا وعدہ نہ کرو۔ آخر کار بھیڑوں کی ایک ٹکڑی پر معاملہ طے ہوا۔ ایک صحابیؓ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر اپنا تھوک جمع کیا اور سردار پر تھتکار دیا۔ قبیلہ کا سردار بالکل اچھا ہوگیا۔ حسب وعدہ قبیلہ والے بھیڑیں لے آئے۔ صحابہ کرامؓ کو تردّد ہوا۔ اور انہوں

نے کہا کہ اس وقت تک ہم ان بھیڑوں کو نہ لیں گے جب تک نبیؐ سے دریافت نہ کرلیں۔ پھر جب نبیؐ سے انہوں نے پوچھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ ایک "دم" ہے۔ بھیڑوں کو لے لو، اور میرا بھی حصہ لگاؤ۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپس میں تقسیم کرلو اور میرا بھی حصہ لگاؤ۔ (بخاری، صفحہ ۸۵۴، جلد ۲)
سلیمان بن قتہ کی روایت میں اِتنا اضافہ ہے کہ پھر قبیلہ والوں نے ہمارے لئے بھیڑیں بھیجیں، ضیافت کے لئے کھانا بھی، جس کو ہم نے کھایا۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ اور اس خاص موقع پر صحابہ کرامؓ نے اُن قبیلہ والوں سے اُجرت کا معاملہ صرف ان کی بے مروتی سے ناراض ہونے کی وجہ سے کیا تھا کیونکہ اس روایت کے علاوہ پورے سرمایۂ حدیث میں ایک صحیح روایت بھی ایسی نہیں جس سے معلوم ہو کہ کبھی اور بھی کسی صحابیؓ نے ایسی اُجرت لی ہے۔ رہی خارجہ بن الصلت کی روایت تو خود خارجہ ضعیف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ ٹھیٹھ اُجرت کا معاملہ ہے بھی نہیں، کیونکہ اگر یہ بھیڑیں اُجرت میں دی گئی تھیں تو یہ صرف "دم" کرنے والے کی اُجرت تھیں۔ ان کا تقسیم کیا جانا اور نبیؐ کا اپنا حصہ نکالنے کے لئے کہنا اُجرت کے معاملے میں تو بہر حال نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس روایت سے اُجرت کا جواز نکالنا صحیح نہیں ہے۔ دراصل نبیؐ کا ارشاد صحابہؓ کی تالیفِ قلب کے لئے تھا۔ کیونکہ ایسی جگہ پر جہاں کھانے پینے کی چیزیں دستیاب نہ ہو رہی ہوں۔ ایک قبیلہ کا مہمان نوازی سے انکار کردینا سخت خطرناک نتائج کا حامل ہوسکتا ہے۔ ایسے غیر معمولی حالات کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی تاکہ قبیلہ والوں نے جو اُنہیں کھلایا پلایا تھا اُس پر اُن کا دل نہ کڑھے ورنہ عام حالات میں قرآن پر اُجرت لینے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ متعدد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر شاہد ہیں۔

(۱) عن عبدالرحمٰن بن شبل الانصاری قال سمعت من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقرؤا القرآن و لاتأ کلوا بہ۔ (مسند احمد صفحہ ۴۴۴، جز ۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن شبل انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھو مگر اس کو روٹی کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ (مسند احمد، صفحہ ۴۴۴، جز ۳)

(۲) عن بریدہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قرأ القرآن (یتأ کّلُ) بہ الناس جاءَ یوم القیامۃ و وجھہٗ عظمٌ لیس علیہ لحمٌ۔
(رواہ البیھقی مشکوٰۃ، صفحہ ۱۹۳)

ترجمہ: بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پڑھ کر لوگوں سے

اسے روٹی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا وہ قیامت کے دن اس صورت میں آئیگا کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔ (بیہقی مشکوٰۃ، صفحہ ۱۹۳)

اسی لئے امام بخاریؒ اپنی صحیح بخاری میں قرآن کو روٹی کمانے کا ذریعہ بنانے کے گناہ کا باب باندھتے ہیں۔
بـابُ اثم مَن راٰیَ بقراء ۃ القرآن او تاَکَّلَ بہٖ او فجر بہٖ، یعنی باب اس شخص کے گناہ کا جو قرأتِ قرآن کو ریا کاری کے لئے استعمال کرے یا اس کو روٹی کمانے کا ذریعہ بنائے یا اس کے ذریعہ فسق و فجور کرے۔ (بخاری، صفحہ ۷۵۶)

(۳) ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ عبادۃ بن الصامتؓ کو ان کے ایک شاگرد نے جس کو انہوں نے قرآن کی تعلیم دی تھی، تحفہ کے طور پر ایک کمان دی تو نبیؐ نے فرمایا کہ یہ آگ کا طوق ہے، اگر پہننے کا بوتا ہو تو قبول کرلو۔ (ابوداؤد، صفحہ ۴۸۵)

اِن صاف اور واضح احادیث کی روشنی میں حسن بصریؒ کا فتویٰ بھی پیش نظر رہے تو زیادہ مناسب ہے:۔

عـن الـحسـن البـصـری انـّه قـال البهـلوان الذی فوق الحبال احسن من الـعـلـمـاء الـذين يميلون الٰی المال لانّه یأ كل الدنيا بالدنيا وهؤلاء يأ كلون الدنيا بالدين۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶۲۵، جلد ۲)

ترجمہ: حسن بصریؒ نے فرمایا کہ وہ پہلوان (رسیوں پر چل کر کرتب دکھانے والا) جو رسیوں کے اوپر ہوتا ہے ان علماء سے زیادہ بہتر ہے جو مال و دولت کی طرف جھک پڑتے ہیں کیونکہ وہ (پہلوان) دُنیا کو دنیا کے ذریعہ کماتا ہے، اور یہ لوگ (علماء) دُنیا کو دین کے ذریعہ۔

اب قرآن کو تعویذ کی شکل میں فروخت کرنے والوں، قرآنی تعلیم پر لوگوں سے اُجرت وصول کرنے والوں اور قرآن کی تفسیر لکھ لکھ کر بیچنے والوں کو کچھ تو اللہ کا خوف کرنا چاہیئے۔

سن رکھو! کہ آج جو سزا اِس اُمت کو مل رہی ہے وہ اِسی شرک کی پاداش ہے۔ اور اگر اب بھی ''شرک'' کی اِن ساری صورتوں سے توبہ کرکے توحید خالص کی طرف پلٹنے کی کوشش نہ کی گئی تو مکمل بربادی یقینی ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ٥
(سورۃ روم، آیت ۴۲)

ترجمہ: ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو، اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ تہس نہس کر ڈالی گئیں (آخر ان کا جرم یہی تو تھا) کہ اُن کی اکثریت مشرک بن گئی تھی۔ (سورۂ روم، آیت ۴۲)

ہاں، اگر ایمان کو شرک سے کلی طور پر پاک کرلیا جائے تو آج کی بدامنی، امن میں اور ذِلت، عزت میں بدل سکتی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ○

(الانعام، آیت ۸۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی، اُنہیں کے لئے امن و سلامتی ہے اور وہی راہِ راست کو پا گئے۔ (الانعام، آیت ۸۲)

(اس آیت میں ظلم کے معنی ''شرک'' زبانِ نبوتؐ نے خود فرمائے ہیں) (بخاری و مسلم)

آؤ۔ دُعا کریں کہ مالک اُمت مسلمہ کو ان نام نہاد عالموں کے شر سے محفوظ رکھ اور ایمانِ خالص کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

آخر میں ہماری پکار یہ ہے کہ:

کیا کوئی ایسا ہے جو شرک کو مٹانے اور توحید خالص کو پھیلانے کے لئے ہمارے ساتھ دینے پر تیار ہو؟ اور۔۔۔کہاں ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کے نقوشِ قدم کی رہنمائی میں باطل کو مٹا کر حق کے قیام کیلئے ہمارے ہم سفر بنیں؟

تعویذات اور امام احمد بن حنبل

حدثنا: قال: رایت ابی یکتب التعاویذ للذی یقرع، وللحمی لاهله وقراباته، ویکتب للمراة اذا عسر علیها الولادة، فی جام او شیء لطیف۔۔۔۔۔

ترجمہ: عبداللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد (احمد ابن حنبل) کو تعویذ لکھتے دیکھا، اس کے لئے جو گنجا ہوتا، بخار کے لئے، اپنے گھر والوں اور قرابت داروں کے لئے اور تعویذ لکھتے خاتون کے لئے پیالہ میں عسرت ولادت کے لئے یا کسی دوسری شے لطیف پر۔۔۔۔

(مسائل احمد بن حنبل، صفحہ نمبر ۴۴۷، ۴۴۸)